# سپریم کورٹ رپورٹس

4 اگست 1961

از عدالت الاعظمیٰ

## مسرینا ہوٹل کی انتظامیہ

بنام

کام کرنے والے

(کے۔این۔وانچو اور کے۔سی۔داس گپتا، جسٹسز)

صنعتی تنازعہ۔ بونس۔ ہوٹل ملازمین کو سروس چارجز اور تجاویز مل رہی ہیں۔ اگر بونس حاصل کرنے کے حقدار نہیں ہیں۔ آرام دہ اور بیماری کی چھٹی۔ چھٹی کی رقم۔دہلی شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1954 (دہلی 7 آف 1954)، دفعہ 22۔

انڈسٹریل ٹریبونل کی جانب سے دیے گئے فیصلے، جس میں اپیل کنندہ، نئی دہلی کے ایک ہوٹل اور اس کے کارکنوں کے درمیان تنازعہ کا حوالہ دیا گیا تھا، کو اپیل کنندہ نے دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ اس بنیاد پر چیلنج کیا تھا کہ ملازمین کو سروس چارجز میں حصہ ملتا ہے اور گاہکوں سے تجاویز کے ذریعے کچھ رقم بھی ملتی ہے اور اس لیے انہیں کوئی بونس نہیں دیا جا سکتا۔ اور (2) یہ کہ ٹریبونل نے اس حقیقت کے پیش نظر 15 دن کی عارضی اور بیماری کی چھٹی دینے کا جواز پیش نہیں کیا کہ دہلی شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1954 کی دفعہ 22 میں اس طرح کی چھٹی کے لئے زیادہ سے زیادہ 12 دن کا اہتمام کیا گیا تھا۔اس میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ موجودہ معاملے میں مزدوروں نے زیر بحث سالوں کے لئے منافع کمانے میں حصہ لیا تھا، کہ اپیل کنندہ کی طرف سے مزدوروں کو ادا کی جانے والی اجرتوں پر غور کرنے پر ان کی موجودہ اجرت اور مستقل اجرت کے درمیان ایک وسیع فرق تھا۔اجرت، اور یہ کہ سروس چارجز اور ٹپس کی تقسیم کے ذریعے موصول ہونے والی رقوم اجرت کو مستقل اجرت کی سطح پر لانے کے لیے کافی یا ناکافی تھیں۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ موجودہ اجرت اور مستقل اجرت کے درمیان فرق کو پر کرنے کے لیے منافع کے دستیاب سرپلس میں سے مزدوروں کو بونس دیا جاتا ہے، بشرطیکہ مزدوروں نے منافع کمانے میں اپنا حصہ ڈالا ہو، اور موجودہ صورت میں، اگر فل بینچ فارمولے کے مطابق منافع کا سرپلس دستیاب ہو، مزدور بونس کے حقدار ہوں گے۔

وولٹاس لمیٹڈ بنام اِٹس ورکمین، (1961) 3 ایس جی آر 167، ممتاز ہیں۔

اس کے علاوہ ٹریبونل نے دہلی شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1954 کی دفعہ 22 کی دفعات کے برخلاف 15 دن کی عارضی اور بیماری کی چھٹی دینے میں غلطی کی تھی اور ایکٹ کے مطابق چھٹی کی رقم کو کم کر کے 12 دن کیا جانا چاہئے۔

میسرز ڈالمیا سیمنٹ (بھارت) لمیٹڈ، نئی دہلی بمقابلہ ان کے ورک مین، اے آئی آر 1960 ایس سی 413 کے بعد۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 393 آف 1960۔

صنعتی ٹریبونل، دہلی کے یکم جولائی 1958 کے فیصلے سے خصوصی اجازت کے ذریعے 1958 کے شناختی کارڈ نمبر 99 میں اپیل کی گئی۔

اپیل کنندہ کے لئے ایس پی ورما۔

جواب دہندہ کے لئے جنار دن شرما۔

4 اگست 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس وانچو۔ یہ ایک صنعتی معاملے میں خصوصی اجازت کی اپیل ہے۔ درخواست گزار یعنی مرینا ہوٹل، نئی دہلی اور اس کے کارکنوں کے درمیان ایک تنازعہ تھا، جسے فیصلے کے لئے دہلی کے صنعتی ٹریبونل کو بھیج دیا گیا تھا۔ متنازعہ معاملات میں متعدد اشیاء شامل تھیں۔لیکن موجودہ اپیل میں ہم صرف مندرجہ ذیل باتوں سے متعلق ہیں :

1۔ سال 54-1953 اور 55-1954 کے لئے بونس۔

2۔ چھٹی۔

3۔ پروویڈنٹ فنڈ۔

4۔ تنخواہ کے پیمانے۔

5۔ مہنگائی الاؤنس

ہم ان نکات سے ایک ایک کرکے نمٹیں گے۔

بونس

اس سلسلے میں اپیل کنندہ کی پہلی دلیل یہ ہے کہ چونکہ ملازمین کو سروس چارجز میں حصہ ملتا ہے اور گاہکوں سے تجاویز کے ذریعہ کچھ رقم بھی ملتی ہے، لہذا انہیں کوئی بونس نہیں دیا جاسکتا ہے۔اس سلسلے میں انحصار وولٹاس لمیٹڈ بنام اس کے ورکمین ((1961) 3ایس سی آر 167) میں اس عدالت کے مشاہدات پر رکھا گیا ہے۔جہاں سیلزمینوں کے ساتھ معاملات میں یہ کہا گیا تھا کہ سیلز مین کو سیلز پر کمیشن ادا کیا جارہا ہے وہ پہلے ہی منصفانہ بنیادوں پر اپیل کنندہ کے منافع میں حصہ لے چکے ہیں اور لہذا انہیں دستیاب اضافی منافع میں سے مزید بونس دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔دلیل یہ ہے کہ اپیل کنندہ کے کارکنوں کو بھی ان کے درمیان سروس چارجز کی تقسیم پر منافع میں حصہ ملتا ہے اور لہذا وہ مزید بونس کے حقدار نہیں ہیں۔اب یہ طے شدہ ہے کہ موجودہ اجرت اور مستقل اجرت کے درمیان فرق کو پر کرنے کے لئے منافع کے دستیاب سرپلس میں سے مزدوروں کو بونس دیا جاتا ہے بشرطیکہ مزدوروں نے منافع کمانے میں حصہ لیا ہو۔اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ موجودہ معاملے میں مزدوروں نے منافع کمانے میں حصہ ڈالا ہے اور نہ ہی اپیل کنندہ کے ذریعہ مزدوروں کو دی جانے والی اجرت پر غور کرنے پر اختلاف کیا جاسکتا ہے کہ ان کی موجودہ اجرت اور مستقل اجرت کے درمیان ایک وسیع فرق ہے۔ان حالات میں، اگر پل بینچ فارمولے کے مطابق منافع کا سرپلس دستیاب ہے، تو مزدور عام طور پر بونس کے حقدار ہوں گے۔

درخواست گزار، جیسا کہ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں، وولٹاس لمیٹڈ ((1961) 3ایس سی آر 167) کے معاملے میں اس عدالت کے مشاہدات پر انحصار کرتا ہے۔ تاہم، ہماری رائے ہے کہ یہ مشاہدات اپیل کنندہ کی مدد نہیں کر سکتے ہیں. اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سروس چارجز اور ٹپس کی تقسیم کے ذریعے مزدوروں کو ملنے والی رقم کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی ان کی موجودہ آمدنی اور مستقل اجرت کے درمیان فرق موجود ہے۔ درخواست گزار کی جانب سے جن مشاہدات پر انحصار کیا جا رہا ہے وہ بالکل مختلف سیاق وسباق میں کیے گئے تھے۔ وولٹاس لمیٹڈ ((1961) 3ایس سی آر 167) کے سیلز مینوں سے بات کرتے ہوئے اس عدالت نے نشاندہی کی کہ سیلز مین کا کمیشن اوسطا 1000 روپے ماہانہ تھا اور اس وجہ سے ان کی کل تنخواہیں کافی تھیں۔ اسی تناظر میں وہ مشاہدات کیے گئے جن پر انحصار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، اس معاملے میں سیلز مین وولٹاس لمیٹڈ کے ملازمین کی کل تعداد کا ایک چھوٹا سا حصہ تھے اور یہی وجہ تھی کہ اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ چونکہ سیلز مین پہلے ہی اپیل کنندہ کے منافع میں منصفانہ بنیاد پر حصہ لے چکے تھے جیسا کہ دیگر مزدوروں کی اکثریت کے برعکس، دستیاب سرپلس میں سے انہیں مزید بونس دینے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ لہذا جن مشاہدات پر انحصار کیا گیا ہے وہ دو شرائط پر منحصر تھے، یعنی (۱) اس صورت میں سیلز مین وں کو ملنے والے کمیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب اجرت مل رہی تھی، اور (۲) یہ کہ سیلز مین اس معاملے میں مزدوروں کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ تھے اور چونکہ وہ پہلے ہی منافع میں سے ایک حصہ لے چکے تھے اس لیے وہ دستیاب سرپلس میں سے کسی اور حصے کے حقدار نہیں تھے۔ بڑی اکثریت بنانے والے دوسرے مزدوروں کو نقصان پہنچانا۔ ان دونوں شرائط میں سے کوئی بھی موجودہ معاملے میں لاگو نہیں ہوتا ہے۔ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ سروس چارجز اور تجاویز کی تقسیم کے ذریعے حاصل ہونے والی رقم اجرت کو مستقل اجرت کی سطح پر لانے کے لئے کافی ناکافی ہے۔ اس کے علاوہ، اپیل کنندہ کے تمام کارکن سروس چارجز کی تقسیم میں حصہ لیتے ہیں اور اس طرح جہاں تک دستیاب سرپلس سے بونس کی تقسیم کا تعلق ہے، اگر کوئی ہو، ایک ہی بنیاد پر کھڑے ہیں۔ لہذا اپیل گزار وولٹاس لمیٹڈ کے معاملے میں کیے گئے مشاہدات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جو ان کے سیاق وسباق سے ہٹ کر کیے گئے ہیں۔

اب سال 54-1953 کے دستیاب سرپلس کی بات کی جائے تو ٹریبونل نے پایا کہ خالص منافع 98,343 روپے تھا اور اس کی رائے تھی کہ تین ماہ کے بونس کے پیشگی چارجز کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا وہ جائز ٹھہرائے گا کیونکہ ماہانہ اجرت کا بل تقریبا 5500 روپے ماہانہ تھا۔ تاہم ٹریبونل نے دستیاب سرپلس کا تعین کرنے کے لیے فل بنچ فارمولے کے مطابق چارٹ تیار نہیں کیا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ پیشگی چارجز کے لئے

الاؤنس بنانے کے باوجود تین ماہ کے بونس کی ادائیگی کی اجازت دینے کے لئے کافی سرپلس تھا۔اپیل کنندہ کا بنیادی حملہ ٹریبونل کے فیصلے میں اس کمزوری کی طرف جاتا ہے۔تاہم، ایسا لگتا ہے کہ اپیل کنندہ نے دستیاب سرپلس کو ظاہر کرنے والا چارٹ بھی جمع نہیں کرایا، جیسا کہ عام طور پر آجر کی طرف سے اس طرح کے تمام معاملات میں کیا جاتا ہے. اس کی وجہ بظاہر یہ تھی کہ اپیل کنندہ کی بیلنس شیٹ اور نفع ونقصان کے اکاؤنٹ کو ایک خاص طریقے سے برقرار رکھا جاتا ہے جس سے فل بنچ فارمولے کے مطابق اعداد وشمار تیار کرنا آسان نہیں تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ 1953-54 میں خالص منافع 98,000 روپے سے اوپر تھا۔نفع ونقصان کے اکاؤنٹ میں پہلے ہی گراوٹ کا اہتمام کیا گیا تھا اور چونکہ ٹریبونل نے خالص منافع کو مدنظر رکھا تھا اس لیے مزید کمی کی اجازت دینے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ خالص منافع کو گراوٹ وصول کرنے کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔جہاں تک بحالی کا تعلق ہے تو ہمیں ایسا لگتا ہے کہ موجودہ صورت حال میں بحالی کی شاید ہی کوئی گنجائش ہے، کیونکہ ہم نفع ونقصان کے حساب سے دیکھتے ہیں کہ مرمت اور متبادل جس میں بحالی کے طور پر سمجھا جاتا ہے، اخراجات کے طور پر وصول کیے جاتے ہیں۔جہاں تک انکم ٹیکس کا تعلق ہے تو ایسا لگتا ہے کہ متعلقہ سال میں یہ شرح 45 فیصد تھی۔اس طرح انکم ٹیکس تقریبا 44,000 روپے تک پہنچ جائے گا اور تقریبا 54,000 روپے باقی رہ جائے گا۔اس کے بعد ادا شدہ سرمائے پر 6 فیصد منافع آتا ہے۔بیلنس شیٹ میں 6000 روپے ادا شدہ سرمائے کے طور پر دکھائے گئے ہیں جس پر اپیل گزار 360 روپے کا حقدار ہوگا۔لیکن ہمارے سامنے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ یہ کاروبار 60 ہزار روپے میں خریدا گیا تھا اور اسے بھی سرمائے کے طور پر سمجھا جانا چاہیے۔یہ کہنا کافی ہے کہ اگر یہ حقیقت بھی ہے تو ٹریبونل کے سامنے اس کا کوئی ثبوت نہیں تھا اور بیلنس شیٹ میں اس اعداد وشمار کو سرمائے کے طور پر نہیں دکھایا گیا تھا۔ان حالات میں درخواست گزار ثبوت کی عدم موجودگی میں یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ جس سرمائے پر 6 فیصد سود کی اجازت دی جانی چاہیے وہ 60 ہزار روپے ہے۔تاہم، یہ اپیل کنندہ کے لئے کھلا ہوگا، اگر وہ کرسکتا ہے تو اگلے سالوں میں یہ ثابت کرسکتا ہے. اس سے پہلے کی آخری درخواست ورکنگ کیپیٹل پر واپسی ہے۔اس پر بھی نام کے قابل کوئی ثبوت نہیں تھا کہ کس رقم کو ورکنگ کیپیٹل کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔طواف کے موقف میں تین ماہ کے بونس کے انعام کو ممکنہ طور پر ہمارے سامنے چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

ہم نے اپیل کنندہ سے کہا کہ وہ ہمارے سامنے ایک چارٹ پیش کرے جس میں دکھایا جائے کہ اپیل کنندہ کی آسانی کے مطابق سرپلس کیا تھا۔یہ چارٹ تیار کیا گیا ہے اور اس میں 28,550 روپے کا دستیاب سرپلس دکھایا گیا ہے۔جواب دہندگان نے اس چارٹ میں متعدد آئٹمز پر اختلاف کیا- اور شاید صحیح بھی۔لیکن

اگر ہم اس سال کے لئے دستیاب سرپلس کے اعداد وشمار کو 28,550 روپے میں قبول کرتے ہیں تو تین ماہ کا بونس جو 16,500 روپے تک آئے گا، غیر منصفانہ نہیں ہوگا، خاص طور پر اس لئے کہ انکم ٹیکس پر چھوٹ کے طور پر 8,100 روپے درخواست گزار کو واپس ملیں گے۔ ان حالات میں ہماری رائے ہے کہ سال 1955-54 کے بونس کے سلسلے میں ٹریبونل کا حکم درست ہے۔

اس کے بعد ہم سال 55-1954 پر آتے ہیں۔ اس سال درخواست گزار نے بیلنس شیٹ اور نفع و نقصان کا حساب بھی پیش نہیں کیا۔ تاہم ٹریبونل کے سامنے یہ تسلیم کیا گیا کہ 55-1954 میں منافع تھا۔ اس لئے ٹریبونل نے کہا کہ بونس کے طور پر تین ماہ کی اجرت کی ادائیگی کے لئے کافی منافع ہے۔ ٹریبونل کے اس نقطہ نظر پر تنقید کی جا رہی ہے اور اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ اعداد وشمار کی عدم موجودگی میں ٹریبونل کے لئے اس سال کے لئے کوئی بونس دینا درست نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ درخواست گزار کی غلطی کی وجہ سے اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ 57-1956 کے بیلنس شیٹ اور نفع ونقصان کا حساب ایک اور سلسلے میں تیار کیا گیا تھا۔ یہ واضح ہے کہ سال 55-1954 کے اعداد وشمار دستیاب تھے۔ ان کی عدم پیشی کا قصور واضح طور پر اپیل کنندہ پر ہے۔ حالانکہ حکم امتناع کی درخواست کے سلسلے میں اس عدالت میں مدعاعلیہان کی طرف سے دائر حلف نامہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سال 55-1954 کے لئے منافع 85,000 روپے سے زیادہ تھا۔ ہم نے درخواست گزار سے 55-1954 کے اعداد وشمار پیش کرنے کو کہا اور اصل اکاؤنٹس لائے گئے اور ہمیں دکھائے گئے۔ یہ اکاؤنٹس مدعاعلیہان کی طرف سے دائر حلف نامہ میں مذکور منافع کے اعداد وشمار کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہمیں مزید پتہ چلتا ہے کہ سال 54-1953 کے نفع ونقصان کے کھاتے میں پانی کے چارجز کی واپسی کے لئے 13,000 روپے سے زیادہ کی ایک چیز موجود ہے جسے مزدوروں کی کوششوں سے غیر متعلقہ آمدنی کے طور پر دعوی کیا گیا ہے۔ اگر یہ رقم 54-1953 کے منافع سے کاٹ لی جائے تو اس سال کا منافع بھی 85,000 روپے یا اس سے زیادہ ہو جائے گا۔ اس طرح سال 55-1954 میں منافع کم وبیش وہی دکھائی دیتا ہے جو سال 54-1953 میں تھا۔ ان حالات میں سال 55-1954 کے لئے بونس کے طور پر تین ماہ کی اجرت دینے میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

## چھٹی

اس سلسلے میں درخواست گزار کی دلیل یہ ہے کہ دہلی شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ (1954 کا نمبر 7) کی دفعہ 22 کی دفعات کے پیش نظر ٹریبونل کو 15 دن کی عارضی اور بیماری کی چھٹی دینے کا جواز نہیں تھا،

کیونکہ اس میں بیماری اور عارضی چھٹی کے لئے زیادہ سے زیادہ 12 دن کا اہتمام کیا گیا ہے۔اس معاملے پر اس عدالت نے میسرس ڈالمیا سیمنٹ (بھارت) لمیٹڈ نئی دہلی بمقابلہ نئی دہلی میں غور کیا تھا۔ان کے ملازمین اور دوسرے اور اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ بیماری اور آرام دہ چھٹی کے بارے میں موقف یہ تھا کہ سیکشن 22 میں بیماری یا آرام دہ چھٹی کے لئے زیادہ سے زیادہ 12 دن کی مکمل چھٹی پوری تنخواہ کے ساتھ مقرر کی گئی تھی، اور یہ ٹریبونل کے لئے کھلا نہیں تھا کہ وہ مقننہ کی اس غیر منصفانہ ہدایت کو نظر انداز کرے۔اس معاملے میں ٹریبونل دہلی شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعہ 22 کی دفعات سے واقف تھا۔لیکن اس کے باوجود اس نے 12 دن کے بجائے 15 دن کی بیماری اور آرام دہ چھٹی دینے کا فیصلہ کیا، جو اس ایکٹ کے تحت سب سے زیادہ فراہم کیا گیا تھا۔ہماری رائے میں یہ غیر قانونی تھا اور ایکٹ میں فراہم کردہ آرام دہ اور بیماری کی چھٹی کی رقم کو کم کر کے 12 دن کیا جانا چاہیئے۔

جواب دہندگان کی طرف سے درخواست کی گئی تھی کہ ہوٹل کا باورچی خانہ ایک فیکٹری ہوگی اور دہلی شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کسی بھی قیمت پر باورچی خانے کے عملے پر لاگو نہیں ہوگا۔تاہم تحریری بیان میں یہ نکتہ نہیں اٹھایا گیا تھا جہاں مدعا علیہان کا مقدمہ یہ تھا کہ ایکٹ مزدوروں کو اس میں دی گئی چھٹی سے زیادہ چھٹی مانگنے سے نہیں روکتا ہے۔اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ دہلی شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ اس ہوٹل پر لاگو ہوتا ہے۔کیا ہوٹل کا باورچی خانہ فیکٹری ہوگا اور اس طرح باورچی خانے میں کام کرنے والے عملے کو دہلی شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کے نفاذ سے استثنیٰ حاصل ہوگا، یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا فیصلہ حقائق کی عدم موجودگی میں موجودہ اپیل میں نہیں کیا جا سکتا ہے۔ان حالات میں ٹریبونل کی جانب سے عارضی اور بیماری کی چھٹی کے حوالے سے اختیار میں ترمیم کی جاتی ہے جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔

پروویڈنٹ فنڈ۔

درخواست گزار کے وکیل نے کہا ہے کہ ایمپلائز پروویڈنٹ فنڈ ایکٹ (1952 کا نمبر XIX) ہوٹل انڈسٹری تک بڑھا دیا گیا ہے اور ان حالات میں جہاں تک یہ پروویڈنٹ فنڈ سے متعلق ہے تو وہ اپیل پر زور نہیں دے رہے ہیں، کیونکہ پروویڈنٹ فنڈ سے متعلق ایوارڈ کی دفعات ایمپلائز پروویڈنٹ فنڈ ایکٹ کی دفعات کے مطابق ہیں۔

تنخواہ کے پیمانے۔

مزدوروں نے تنخواہ کے کچھ پیمانے کا مطالبہ کیا تھا۔لیکن ٹریبونل کے پاس مقررہ پیمانے ہیں جو مزدوروں کے مطالبے سے کچھ کم ہیں۔ٹریبونل کی رائے تھی کہ اس کے ذریعہ طے کردہ ترازو دہلی کے علاقے کے کچھ ہوٹلوں میں رائج پیمانے کے مطابق تھے۔خاص طور پر اس نے سیسل اور گرینڈ ہوٹلوں میں پیمانے کا حوالہ دیا، جو کم وبیش ملتے جلتے ہیں۔تاہم درخواست گزار لکشمی چند نرولا، ہونی کے بیان پر بھروسہ کرتا ہے۔دہلی کیٹررز ایسوسی ایشن کے سکریٹری نے بتایا کہ مرینا ہوٹل بی کیٹیگری میں ہے۔جواب دہندگان کی طرف سے ہوٹل ورکرز یونین کے سکریٹری ڈی ڈی سنگھ کے بیان کی طرف بھی ہماری توجہ مبذول کرائی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ مزدوروں نے مرینا ہوٹل کو کیٹیگری اے میں رکھا ہے، جس میں نئی دہلی اور سول لائنز دہلی کے تقریبا تمام ہوٹل شامل ہیں۔گرینڈ اور سیسل ہوٹل سول لائنز دہلی میں ہیں اور سنگھ کی دلیل یہ تھی کہ ان کا موازنہ کیا جاسکتا ہے، حالانکہ انہوں نے اتنے الفاظ میں ایسا نہیں کہا۔درخواست گزار کا کہنا ہے کہ نرولا کے مطابق مرینا ہوٹل بی کیٹیگری میں ہے اس لیے اس کا موازنہ گرینڈ اور سیسل ہوٹلز سے نہیں کیا جاسکتا۔حالانکہ، شری نرولا کے ثبوت یہ نہیں دکھاتے کہ سیسل اور گرینڈ ہوٹل کس زمرے میں ہیں۔لیکن مجموعی طور پر سنگھ کے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مرینا ہوٹل سیسل اور گرینڈ ہوٹلوں کے زمرے میں ہے۔کسی بھی صورت میں شواہد کی اس حالت میں، ہمیں ٹریبونل کے اس نقطہ نظر کو نظر انداز کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مرینا ہوٹل کسی بھی طرح سے سیسل اور گرینڈ ہوٹلز سے کم تر نہیں تھا۔اگر ایسا ہے، تو ٹریبونل کی طرف سے مقرر کردہ تنخواہ کے پیمانے جو کم وبیش سیسل اور گرینڈ ہوٹلوں کے پیمانے سے ملتے جلتے ہیں، ان پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔اور نہ ہی پیمانے اندرونی طور پر اتنے اونچے ہیں کہ کمی کا مطالبہ کریں۔ہمیں ٹریبونل کے اس نقطہ نظر کو نظر انداز کرنے کی بھی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اپیل کنندہ کے پاس اس کے ذریعہ مقرر کردہ تنخواہ کے اسکیل کی ادائیگی کرنے کی صلاحیت ہے۔یہ سچ ہے کہ ۱۹۵۴-۵۵ کے بعد سے منافع میں کمی آئی ہے۔اس کے باوجود یہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ٹریبونل کا خیال غلط تھا کہ تنخواہ کے ان پیمانوں کو متعارف کروانے کی وجہ سے ہوٹل اجرت کے بل میں اضافے کو برداشت کرنے کے قابل ہو جائے گا۔لہذا ہمیں ٹریبونل کے ذریعہ طے کردہ پیمانے میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے۔

مہنگائی الاونس ۔

ٹربیونل کے ذریعہ مقرر کردہ مہنگائی الاؤنس موجودہ پیمانے کے مطابق ہے ۔مزدور 35 روپے کا مطالبہ کر رہے تھے،لیکن ٹربیونل نے 20 روپے ماہانہ مقرر کیے ہیں اور یہ اہتمام کیا ہے کہ جہاں کوئی مزدور ہوٹل میں کھانا لے جاتا ہے وہاں اس رقم میں 15 روپے کی کمی کی جائے گی۔لیکن جہاں وہ ہوٹل کی طرف سے فراہم کردہ رہائش گاہ میں رہتا ہے لیکن وہاں اپنا کھانا نہیں لیتا ہے وہاں رقم 5 روپے کم کردی جائے گی۔اس کے علاوہ جہاں وہ رہتا ہے اور ہوٹل میں کھانا کھاتا ہے وہاں اسے کوئی مہنگائی الاونس ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہمیں اس سلسلے میں ٹربیونل کے نقطہ نظر سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، خاص طور پر جب یہ 17 مئی 1950 کے سندھ دولت کے فیصلے کے مطابق پہلے سے ہوٹل میں رائج تھا۔

لہٰذا اپیل اس معاملے میں ناکام ہوجاتی ہے سوائے اس کے کہ اوپر بیان کردہ آرام دہ اور بیماری کی چھٹی میں ترمیم کی جائے اور اسے اخراجات کے ساتھ مسترد کردیا جاتا ہے۔

معمولی ترمیم کے علاوہ اپیل خارج کردی گئی۔



Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document